

مطلق العنان حکمرانوں کا عدالت عظمیٰ پر کمانڈو ایکشن

اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی عدالت عظمیٰ پر ایک غیر مسلم قائم مقام چیف جسٹس کی تقرری

سات سال قبل بد قسمت پاکستان پر ظلم و جبر کی بدترین سیاہ اندھیروں نے موجودہ صورت میں جو قبضہ کیا تھا اس کی ظلمت کی شدت میں ہر روز اضافہ ہو رہا ہے۔ ملک و ملت کا کوئی طبقہ ایسا نہیں رہا جو ان کے ظلم و ستم کے ”ہنر“ کا شکار نہ ہوا ہو۔ علماء، طلباء، جہادی تنظیموں اور دینی مدارس کے خلاف زہر پلا پروپیگنڈہ منافی اقدامات اسلام آباد کی مساجد کے انہدام، اسلامی فلاحی اداروں پر پابندی، دینی صحافت اور مذہب سے وابستہ افراد و شخصیات کی نگرانی اور خصوصاً باجوڑ کے شہید طلباء کی شہادت وغیرہ اہم واقعات ہیں۔ الغرض مذہب اور دین سے وابستہ طبقوں کے لئے یہ سات سال قیامت کی سختیوں سے بڑھ کر ثابت ہوئے۔ پھر اس کے بعد قبائلی علاقوں کو تاراج کیا گیا، قوم پرستوں کی بیخ کنی کی گئی، بلوچستان میں ایک بڑے رہنما کو بیدردی اور سفاکی کیساتھ قتل کیا گیا۔ پارلیمنٹ ہاؤس کو ریز کی اسٹیمپ بتایا گیا۔ محسن پاکستان ڈاکٹر قدیر خان کو پابند سلاسل کیا گیا اور اس پر بدترین الزامات عائد کئے گئے۔ ”روشن خیالی“ کے دلدادہ رہنماؤں کے ان ”روشن کارناموں“ کی سیاہ فہرست بڑی طویل ہے۔ ملک و ملت کے جسم ان کے نشتروں سے زخمی زخمی ہیں۔ ایسے میں ظالم حکمرانوں نے عدالت عظمیٰ کے چیف جسٹس آف پاکستان جناب افتخار محمد چوہدری کی اچانک برطرفی کے غیر آئینی، غیر اخلاقی احکامات جاری کر دیئے اور ان کے خلاف نام نہاد صدارتی ریفرنس دائر کیا گیا۔ پھر اس کے بعد جس بھوٹے انداز سے چیف جسٹس آف پاکستان کے خلاف اقدامات اٹھائے گئے اور ان کے عہدے اور شخصیت کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا گیا کہ ماضی میں وحشی اور دشمن حکمرانوں نے بھی قاضی القضاۃ کے عہدے کے ساتھ ایسا نہیں کیا ہوگا۔ نہ معلوم چیف جسٹس آف پاکستان کا آخر کیا تصور تھا؟ جس کی پاداش میں اچانک یہ قابل گردن زدنی قرار دیئے گئے۔ یوں تو موجودہ چیف جسٹس آف پاکستان ابتداء ہی سے اپنے منصفانہ اقدامات کی بناء پر عوام میں پذیرائی حاصل کر رہے تھے اور پہلی دفعہ عوام کو یہ احساس ہو رہا تھا کہ کوئی ایسا ادارہ حقیقت میں معرض وجود میں آ چکا ہے جو انصاف کے تقاضے کسی نہ کسی طور پر پاکستانی معاشرے میں پورے کرانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اسٹیل، ملو وغیرہ میں گھپلوں کے فیصلے حکومت اور نااہل حکمرانوں کے منہ پر طمانچہ تو تھے لیکن حکمران بادل ناخواستہ اس کڑوی گولی کو برداشت کرنے پر مجبور تھے کہ اچانک اُن عظیم، نیک، صالح اور دیدار افراد کے اہل خانہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے عدل کے دروازے پر دستک دینے پہنچ گئے۔ جن کے پیاروں کو موجودہ ظالم حکومت نے سالوں سے ان کے گھروں سے اٹھا کر قائب کر دیا۔ ان میں درجنوں ایسے افراد بھی ہیں جو فوج میں آن و پٹی آفیسرز ہیں۔ ان کی تشددگی پر جناب چیف جسٹس آف پاکستان نے انتہائی سخت برہمی کا اظہار کیا اور حکومت اور حکمرانوں سے ان کی

برآمدگی کو یقینی بنانے کیلئے کہا گیا۔ اور ان کی برآمدگی پر چیف جسٹس آف پاکستان پوری کوشش کر رہے تھے، مجاہدین اسلام کی برآمدگی کا ایٹو، حکمرانوں کیلئے سب سے بڑا دھچکا ثابت ہوا۔ کیونکہ باوثوق ذرائع سے یہ تلخ حقیقت آشکارا ہو چکی ہے کہ کچھ ان نیک، صالح افسروں کو شہید کر دیا گیا ہے۔ تو اسی بناء پر چیف جسٹس آف پاکستان کو ”روشن خیالی“ کے راستہ اور غلامی کی منزل کے حصول میں اہم رکاوٹ سمجھ کر دور کر دینے کے خالمانہ اور غیر آئینی و غیر اختیاری اقدامات اٹھائے گئے جس پر آج پوری پاکستانی قوم سراپا احتجاج بنی ہوئی ہے۔

وکلاء برادری اور صحافی حضرات کی جدوجہد قابل ستائش ہے۔ جو موجودہ قابض آمروں کے خلاف ایک نئی تاریخ رقم کر رہے ہیں، دینی صحافت اس اہم موڑ پر اس جدوجہد میں ان کے شانہ بشانہ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ چیف جسٹس آف پاکستان کے خلاف صدارتی ریفرنس کو فوری طور پر واپس لیا جانا چاہیے۔ ورنہ یہ احتجاج ایک بڑی تحریک کی صورت میں ڈھل کر آتش فشاں کی صورت اختیار کر سکتا ہے اور اس میں وہ تمام مظلوم طبقات بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تیاری کر رہے ہیں جو وہ سات سال سے ظلم و جبر کی چکی میں دن رات پس رہے ہیں۔ جب ہی یہ بحران ختم ہو گا یا پھر حکمرانوں کو فوری پر استعفیٰ دینا چاہیے تاکہ ملک و ملت کے مقدر سے سیاہ رات کے یہ اندھیرے ہمیشہ کیلئے چھٹ جائیں۔

(اس موقع پر ایک اور قابل توثیق پہلو سامنے آ رہا ہے کہ حکمران مملکت خدا داد پاکستان کے چیف جسٹس کے عہدے پر ایک غیر مسلم (ہندو بھگوان داس) کی تقرری کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ جس کی اسلامی شریعت اور فقہی مسلمات کے رو سے میں کوئی ممانعت اور کوئی نظیر نہیں پائی جاتی۔ البتہ یہ ہے کہ ۳۷ء کے آئین کی تشکیل کے وقت اس میں اس کی ممانعت رکھی گئی ہے۔ اگرچہ اس وقت اسکے خلاف قومی اسمبلی میں حضرت مولانا سید الحق صاحب مدظلہ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے ذریعہ اس کے خلاف یہ ترمیم پیش کی تھی۔ جو اسمبلی کے ریکارڈ پر ترمیم نمبر ۱۳۵۴۔ نمبر ۱۳۶۹۔ نمبر ۱۳۷۷ اور نمبر ۱۵۱۹۔ نمبر ۱۵۲۰ کی شکل میں موجود ہیں۔ جن کا تعلق عدلیہ سے متعلق دفعات ۱۷۵ تا ۲۱۲ سے ہے۔ مگر اس وقت اسمبلی نے ان تمام ترمیم کو مسترد کر دیا اور کہا کہ عملاً ایسی صورت پاکستان میں نہیں پیدا ہوگی۔ لیکن اب روشن خیالی کے دعویٰ دار حکمران یہ حرکت دوبارہ دہرا رہے ہیں۔ جو دو قومی نظریہ کی نفی اور شریعت اسلامی کا کھلم کھلا مذاق ہے۔ اسلام اور شریعت اس کی قطعی اجازت نہیں دیتے۔ پھر شریعت اہلیہٴ نبیؐ کے تمام فیصلے بھی چیف جسٹس آف پاکستان کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔ جو کم سے کم اسلامیان پاکستان کیلئے ناقابل برداشت ہے۔ ایسے میں موجودہ عدالتی بحران مزید خطرناک صورتحال اختیار کر سکتا ہے۔) دراصل عدالت عظمیٰ کا یہ موجودہ بحران خدا کی گرفت کی واضح شکل ہے۔ حکمرانوں اور قوم کو اپنے اپنے اعمال کا حساب کرنا چاہیے۔ وگرنہ ملک کی اسلامی اور نظریاتی اساس اور سب سے بڑھ کر اس کا وجود شدید خطرات سے دوچار ہو سکتا ہے۔ سوال جناب بھگوان داس یا کسی شخص کا نہیں۔ بھگوان داس صاحب کی قابلیت، دیانت اور کردار سے کسی کو اختلاف نہ بھی ہو مگر آئین ممانعت کے باوجود کسی مسئلہ میں شرعی حکم بیان کرنے سے سکوت کی کوئی ممانعت نہیں۔ البتہ یہ ہے کہ اس وقت پورے پاکستان میں کسی طبقہ علماء اور دینی حلقوں سے کوئی آواز نہیں اٹھی اور صرف حضرت مولانا سید الحق مدظلہ نے اس مہر سکوت کو توڑنے کا شرف حاصل ہوا اور شرعی صورتحال سے ہمیں اور اللہ پاک کو مطلع کیا۔ (ان شرعی اشاعت ہے) جس سے پورا پاکستان اور دنیا گونج اٹھی۔ الحمد للہ کہ مسئلہ کی شرعی حیثیت سامنے آ گئی۔